دل اور زبان کی اصلاح کی اہمیت

(فرمودہ ۲۸- جنوری ۱۹۲۱ء)

۲۸- جنوری ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ڈاکٹر محمد عالم صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کا نکاح فیروزہ بیگم بنت بابو محمد عمر حیات صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا اور خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مؤمن کو اس بات کا ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک معاملہ میں اپنی ذمہ داری کو ادا کرے گا اور بقیہ اللہ تعالیٰ خود کردے گا۔ درحقیقت انسانی اعمال کا دائرہ اتنا وسیع ہے اور اس کا علم اتنا کمزور ہے کہ ہر پہلو کو مدنظر رکھنا ناممکن ہے اور انسان کو اپنے اعمال کے نہایت قلیل حصہ میں دخل ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کو ہم دیکھتے ہیں اس کی زندگی کا ایک حصہ تو ایسا ہے کہ اس کے وجود کے قیام کے لئے اس کو خود کوئی اختیار ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً نہ نطفہ کی حالت میں اس کو دخل ہوتا ہے نہ اس سے پہلے۔ اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ میں بن رہا ہوں۔ نہ کوئی بات اس کے قبضہ میں ہوتی ہے اور اس وقت اس کی حالت مردہ بدست زندہ کی سی ہوتی ہے۔ پیدا ہو کر چند سال تک وہی حالت ناتوانی و کمزوری کی رہتی ہے دو تین سال تک یہ بالکل ماں باپ کے رحم پر ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ اپنے مطالبات بہت مختصر طور پر پیش کرسکتا ہے۔ مثلاً بھوک ہے، پیاس ہے اس سے زیادہ نہیں اس سے پھر اور ترقی کرتا ہے تو انتظام میں کچھ دخل دینا شروع کرتا ہے گو اس کے دخل کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور پھر اس سے ترقی کرتا ہے تو بعض باتیں منواتا ہے اور اکثر اس کو دوسروں کی ماننی پڑتی ہیں اور اس کو

دوسروں کے رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے۔

تو اگر انسانی عمر کی اوسط ساٹھ سال مانی جائے تو اس میں سے پندرہ سال تو اس کی کمزوری اور ناتوانی میں گئے اور باقی ۴۵ رہے۔ ان میں سے بھی پندرہ سونے میں گئے کیونکہ عموماً لوگ ۸ گھنٹے سوتے ہیں۔ باقی تیس سال رہے۔ یہ تیس سال کی زندگی جو بقیہ کا ہے جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ اس میں اس کا کتنا دخل ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اثرات ارضی و سماوی ہیں جو اس پر اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔ بہت سے تغیرات دنیا کے خواہ کسی حصہ میں ہوں ان کا اثر ہم تک پہنچتا ہے اور ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً یہی انفلوئنزا اس کو سپینش انفلوئنزا کہتے تھے کہ یہ سپین میں پیدا ہوا مگر ہمارے ملک میں آیا اور اس سے ساٹھ لاکھ اموات ہوئیں۔ ابتداء میں ہندوستان کا اس میں کوئی دخل نہ تھا لیکن جو دنیا میں تغیر ہوا اس کا اثر یہاں اتنا ظاہر ہوا۔

پس بہت سی مجبوریاں اور بہت سے اثرات ہوتے ہیں جن کے ماتحت اس کو اپنی زندگی کو چلانا پڑتا ہے۔ کہیں قوم و ملک کے حالات ہوتے ہیں، کہیں ماں باپ کے اثرات ہوتے ہیں، کہیں دوستوں کا اثر ہوتا ہے، کوئی نوکری پیشہ ہوتا ہے تو ان کا اثر ہوتا ہے، بعض دفعہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں اپنے منشاء سے کوئی کام کرتا ہوں مگر دراصل اس میں بھی اس کے منشاء کا دخل نہیں ہوتا دوسروں کے اثرات کے ماتحت اس نے اس کو اپنا منشاء بنالیا ہوتا ہے اور یہ اس پر خوش ہو جاتا ہے۔ پس بہت دفعہ اس پر ان لوگوں کا بھی اثر پڑتا ہے جن سے اس نے مشورہ نہیں لیا ہوتا۔ جب ہم اس حصہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک قلیل حصہ جو چھ ماہ سے زیادہ نہیں بنتا اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے بعض نے کہا ہے کہ انسان کا ایک فعل بھی اپنے اختیار سے نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بظاہر اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اختیارات سے کرتا ہے مگر دوسروں کے دباؤ کے نیچے جس کا اس کو علم بھی نہیں ہوتا کام کرتا ہے۔ ان لوگوں نے بالکل اختیار کا انکار کردیا مگر یہ حد سے بڑھ گئے اور یہ ان کی غلطی ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ بہت سے حصہ عمر میں انسان کے اپنے ارادہ کا دخل نہیں اور جس میں اس کا ارادہ ہے وہ چھ ماہ سے زیادہ نہیں۔ لیکن اس کی ترقی کی خواہشات اور اس کے ارادے بہت زیادہ ہیں اور ادھر اس کی اس قدر بے چارگی ہے۔ پھر یہ امنگ انسان کی کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ [1] فرمایا کہ انسان کے اعمال کا بہت حصہ انسان کے دخل و قبضہ میں نہیں۔ بہت سی مجبوریوں میں گھرا ہوا ہے لیکن اس کے قبضہ میں ایک چیز ہے وہ اس کا دل ہے۔ یہ اپنے دل کو صاف کرے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔ دل وہ ہے جس پر کوئی جبریہ قابو نہیں پاسکتا، کوئی زبردستی کسی کے دل میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ زبردستی کسی کے دل میں کوئی بات ڈال سکتا ہے، نہ مجبور کر سکتا ہے کہ جس طرح وہ جو سوچ سکتا ہے وہ نہ سوچے، دل کو کوئی جھکا نہیں سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ دل تمہارے قبضہ میں ہے تم اس کی اصلاح کرو کیونکہ نہ کوئی زبردستی دل پر قبضہ کر سکتا ہے نہ بت پرستی کو دل میں داخل کرا سکتا ہے نہ باطل کے آگے جھکا سکتا ہے۔ حکومت کو اس پر قبضہ نہیں، طاقت کو اس پر قبضہ نہیں، حکومت یہ کر سکتی ہے کہ پھانسی دے دے۔ چند لوگ مل کر ایک شخص کو بُت کے آگے جھکا سکتے ہیں لیکن جب اس کی گردن جھکی ہوئی ہوگی اس کا دل اس کا مخالف ہوگا۔ پس پہلا فرض دل کی اصلاح ہے۔

دوسری اصلاح زبان کی ہے۔ دل کے بعد زبان پر بہت حد تک قبضہ ہوتا ہے۔ منہ پر پٹی باندھی جاسکتی ہے لیکن زبردستی کوئی بات کہلائی نہیں جاسکتی۔ اس کے لئے فرمایا سچی بات کہو۔ پہلے دل کی اصلاح کرو۔ دوسرے زبان کو قابو میں رکھو اور ہمیشہ حق بات کہو جب تم یہ باتیں کرلو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کردے گا۔

یہ وہ گُر ہے جس سے انسان اپنی قسمت آپ بنا سکتا ہے۔ یہ گر انسان کے دینی اور دنیاوی کاموں پر چلتا ہے کہ پہلے خود دل کی اصلاح کرے اور پھر زبان کو قبضہ میں لائے اور اس کوشش کے بعد خدا اس کے کام درست کردے گا۔ مثلاً نماز ہے جتنی انسان درست کر سکتا ہے کرے باقی اللہ تعالیٰ کردے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس رنگ میں کامیاب کردے گا۔

یہ اس قدر وسیع مضمون ہے کہ ہر ایک معاملہ پر حاوی ہے۔ جب تک انسان اس اصول پر کاربند نہ ہو کامیابی ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تم کرسکتے ہو کرو اس کے کرنے میں کمی نہ کرو باقی ہم کردیں گے۔

یہی گُر ہے جو نکاح کے معاملہ میں مدنظر رکھنے کے لئے رسول کریم ﷺ نے اس آیت کو

خطبہ میں رکھا ہے۔ نکاح کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس کی بہت سی باتیں انسان کے دخل اور قبضہ سے باہر ہیں اس لئے فرمایا کہ جو تم کر سکتے ہو اپنی طرف سے ٹھیک کرو باقی ہم کر دیں گے۔ جن جن پیشوں اور کاموں میں انسان اس گر کو مدنظر رکھے گا۔ یعنی جو کام اس کے اختیار میں ہے وہ کرے اور باقی خدا پر چھوڑ دے خدا اس کو ضرور کامیاب کر دے گا۔

(الفضل ۳۔ فروری ۱۹۲۱ء صفحہ ۶، ۷)

ل؎ الاحزاب : ۷۱، ۷۲